علم الجفر کی حقیقت

ڈاکٹر اختر امرتسری

علم جفر:

اس علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعے ہم مجہول سے معلوم تک پہنچ جائیں۔ تیسری صدی ہجری میں صوفیا کا گروہ دورِ ابتلا سے بچنے کے لئے مختلف خانقاہوں میں جاگزیں ہوگیا۔ ہر بڑی خانقاہ علم و ادب کا گہوارہ بن گئی۔ اسی دور میں اس کشفی اور القائی علم کا آغاز ہوا جس میں مخفی حروف و اعداد کی مدد سے ازمنہ ثلاثہ کے واقعات خواہ وہ شخصی ہوں یا اجتماعی، ملکی ہوں یا سیاسی، معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ اکثر جفار حضرات اسے جفر جامع کا نام دیتے ہیں۔ ان کی دانست میں جفر جامع سے قضاء و قدر مراد ہوتی ہے۔ کسی سوال کا جو کچھ جواب لوح محفوظ پر مرقوم ہے وہ بذریعہ علم جفر استخراج کر لیتے ہیں۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس علم کا آغاز سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کیا۔ انہوں نے سادات کے ساتھ پیش آنے والے واقعات مع چند قواعد ضرور یہ لکھ دیئے تھے جو من و عن پیش آئے یہ کتابچہ چونکہ چمڑے پر تھا اس لئے جفر کہلایا (جفر، معنی کھال) بعض کہتے ہیں کہ زمانہ رسالت پناہ ﷺ میں نومسلم یہودی اور نصرانی جہاد پر جانے سے پہلے اپنے قبیلہ یا کسی غیر مسلم منجم یا رمال کے پاس جہاد کے انجام یا جہاد سے اپنی بخیریت واپسی کی پیش گوئی کے لئے رجوع کرلیا کرتے تھے۔ غیر مسلم منجم یا رمال ان نومسلم حضرات کو شریک جہاد ہونے سے عمداً منع کرنے کی کوشش کرتے چنانچہ آنحضرت ﷺ کے منع فرمانے پر چند حضرات ذہنی طور پر پریشان ہوگئے۔ چنانچہ ان کے ذاتی مسائل کو حل کرنے کے لئے جناب علیؓ نے جفر کے قواعد مرتب کردیئے جو ان کے خانوادے تک محدود رہے اور نسلاً بعد نسلاً بتوسط جناب امام جعفر صادق امام مہدی کے پاس پہنچ گئے جنہیں بوقت غیبت وہ اپنے ہمراہ لے گئے۔ کتاب الجفر اور قرآن مجید کا وہ مخطوطہ بھی جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدست خود تحریر فرمایا تھا ساتھ لے گئے۔ کہتے ہیں کہ قیامت سے کچھ عرصہ قبل جب وہ ظہور فرمائیں گے تو مذکورہ دونوں کتب ان کے پاس ہوں گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی روحانی اور باطنی تاویلات کے لئے امام جعفر صادق المتوفی ۱۴۸ھ کو حضرت علیؓ کی طرف سے بتوسط ان کے چچا محترم زید بن علی یہ علم منتقل ہوا۔ امام جعفر سے ہارون بن سعید العجلی نے اس علم کا اکتساب کیا۔

بعض کہتے ہیں کہ فرقہ زیدیہ کے سردار ہارون بن سعید العجلی کے پاس ایک کتاب تھی جس کی اشاعت وہ امام جعفر کی سند پر کرتا تھا، یہ کتاب چمڑے پر مرقوم تھی۔ اس میں آئندہ پیش آنے والے احوال بالخصوص بعض ائمہ اہل بیت کی نسبت مذکور تھے۔ چونکہ یہ کتاب چمڑے پر لکھی ہوئی تھی اس لئے اس کو جفر کا نام دے دیا گیا۔ بقول ابن خلدون (۱۹۱:۲) شیعہ حضرات نے یعقوب بن اسحاق الکندی کی پیش گوئیوں پر مشتمل ایک کتاب ''احکام النجوم'' کو جفر کا نام دے رکھا تھا۔ یہ غالباً وہی کتاب تھی جس کا ذکر ابن الندیم نے بعنوان ''الاستدلال بالکسوفات علی الحوادث'' کیا ہے اس میں الکندی نے کسوفات کو ملحوظ نظر رکھ کر عباسی خلافت کے عروج وزوال کے اوقات متعین کئے تھے۔ یہ کتاب ابن خلدون کے زمانے سے پہلے ہی مفقود ہو چکی تھی۔ بعض کا خیال ہے وہ تاتاریوں کے حملے میں ضائع ہو گئی۔ اس علم نے دور بنو امیہ میں اچھی خاصی ترقی کر لی تھی جسے بنو عباس کے دور حکومت میں غیبی علم کی کتابوں کی صورت میں جو کتب الحدثان کہلاتی تھیں بہت اہمیت دی جاتی تھی اور لوگ انہیں نہایت ذوق وشوق سے پڑھا کرتے تھے۔ بقول طبری پیش گوئی کرنے کا رجحان کتاب دانیال سے ہوا۔ حضرت دانیال سے منسوب کردہ پیش گوئیوں کی کتب ۶۸۰ء میں مصر میں عام ملتی تھیں اور بہت اشتیاق سے پڑھی جاتی تھیں۔ محمد بن عبدالمالک جس نے تاریخ طبری کو ۹۴۰ء تک پہنچایا ہے، روایت کرتا ہے کہ ابو جعفر الکرخی کے عہد وزارت ۹۳۵-۳۶ء میں الدانیالی نامی ایک کتب فروش بغداد میں رہا کرتا تھا جو دانیال نبی سے کتب منسوب کر کے فروخت کیا کرتا تھا۔ ان کتابوں میں اس دور کی بعض شخصیتوں کا احوال مذکور ہوا کرتا تھا۔ ان کتب کو بھی جفر کی کتابوں کا نام دیا جاتا تھا۔ اس دور میں اس علم کو علم زائچہ بھی کہتے تھے۔ فرقہ حرفیہ نے قدیم یہودی اور نو فلاطونی روایات کو ایسا ملایا کہ ایک مبہم اور پر اسرار علم وضع کر لیا۔ ان کا ایمان ہے کہ اس علم پر جسے علم جفر کا نام دے دیا گیا صرف اور صرف امام آخر الزماں کو عبور حاصل ہے۔

مادوں کی تعداد کو ملحوظ نظر رکھ کر جفر کو دو حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ پہلا حصہ جفر الکبیر کہلاتا ہے اور اس میں ایک ہزار مادے ہوتے ہیں۔ دوسرے حصے کو جفر الصغیر کہتے ہیں جو سات سو مادوں پر مشتمل ہے۔ عالمان علم النقش نے جو حروف شمسی وقمری کی جداگانہ تاثیر کے قائل ہیں، جفر کی اس شاخ کو جفر المتوسط کا نام دے رکھا ہے۔ جن علماء نے اس ضمن میں کام کیا ہے ان میں سرفہرست جو نام آتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ محی الدین ابوالعباس البونی۔ ۲۔ محی الدین ابن عربی۔
۳۔ ابن طلحہ العدوی۔ ۴۔ عبدالرحمان بسطامی۔
۵۔ نصیرالدین طوسی۔ ۶۔ منصور حلاج۔
۷۔ سید حسین افلاطی۔ ۸۔ بہاء الدین عاملی۔
۹۔ شیخ صدوق اور محمود دہدار۔

ان تمام محققین میں سے اگر کسی کی تحقیق منفرد نظر آتی ہے تو وہ منصور حلاجؒ ہے۔ وہ پہلا مہندس ہے جس نے جفر کو زائچہ نجوم کا پیوند دے کر مستحصلہ کے حصول کے قواعد مرتب کئے۔ زائچہ نجوم محض وقت کو مختص کرنے کے کام آتا ہے۔ یہ منصور ہی کی وسعت نظر تھی جس نے فضا بسیط، سوال بشمول وقت کے باہمی اشتراک سے جواب اخذ کیا۔ بقیہ تمام محققین اساس ونظیرہ کے چکر میں گھومتے نظر آتے ہیں اور ان کا منتہی مقصود مستحصلہ کی ایک سطر ہوتا ہے خواہ جواب میں درستگی نہ رہے۔ منصور حلاج ایک زیرک ہیت دان اور منجھا ہوا منجم تھا۔ آپ سے مخفی نہیں ہوگا کہ وہ ایک بار ہندوستان بھی آیا تھا۔ اس کے ذہن میں فضاء(space) کا تصور ''مطلق'' نہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فلک اطلس بھی متحرک ہے۔ اور وہ کرہ ارض کے نہ صرف باسیوں کو بلکہ ہر شے کو متاثر کرتا ہے۔ پھر وہ منجم ہونے کے باعث یہ بھی جانتا تھا کہ **کل امر مرھون باوقتھا** ۔ چنانچہ کسی سوال کو اگر کسی خیال نے جنم دیا ہے تو وہ اس وقت کے تقاضے کا رہین منت تھا۔ منصور کے نزدیک سوال کا سب سے گہرا تعلق کسی خاص واقعہ یا سوال سے ہوتا ہے۔ بقیہ محققین کا نظریہ منصور حلاج سے یکسر مختلف نظر آتا ہے۔ غالباً وہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ کوئی سوال کسی بھی وقت پیدا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ منصور تعین وقت کے لئے اوضاع فلکی استعمال کرتا ہے۔ تیسری شے جو بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ سوال ہے۔ سوال جسے فضا بسیط، ماحول اور وقت نے پیدا کیا۔ لہٰذا وہ جواب استخراج کرنے میں بھی فضاء بسیط اور وقت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ منصور حلاج کے مستحصلے کی مثال تو میں بعد میں دوں گا پہلے اس کا کلیہ ملاحظہ فرمایئے اور غور کیجئے کہ وہ نظریہ اضافیت کو کس حد تک سمجھتا ہے۔ اسکے مستحصلے سے جومیٹری کی سولہ اشکال واضح ہوتی ہیں یا نہیں۔ فضا، وقت، سوال، جواب یا مستحصلہ ہدایات برائے عقول عشرہ۔

۱۔ سوال اور سائل کا نام۔ ۲۔ دن یعنی وار۔
۳۔ تاریخ۔ ۴۔ مقام سوال۔

☆ بالملح یصلح ما یخشی تغیرہ فکیف بالملح ان حلت بہ الغیر ☆

۵۔ برج مقبوضہ شمس۔ ۶۔ منزل قمری۔

۷۔ درجہ طالع۔ ۸۔ ساعت کبیر۔

۹۔ ساعت وسیط۔ ۱۰۔ ساعت صغیر۔

متذکرہ بالا دس امور کو عشرہ کاملہ کہتے ہیں۔عشرہ کاملہ کا بسط حرفی کر کے مقرر آنے والے حروف کو کاٹ دیں۔حروف کی تخلیص کرنے سے جو سطر حاصل ہوئی ہے اسے زمام اولیٰ کہتے ہیں۔زمام اولیٰ کے حروف کو چنی ہوئی ابجد کے مطابق جمل کبیر کرلیں۔جمل کبیر سے جو اعداد حاصل ہوں ان کے حروف بمطابق ابجد منتخبہ بنا کر زمام اولیٰ کے حروف کے آگے لکھ دیں۔یہ زمام مثنیٰ کہلائے گی زمام مثنیٰ کو مؤخر صدر کر کے تیسری لائین پیدا کرلیں۔اب تمام مراتب زمام مثنیٰ کو حسب قاعدہ مساوی حصص میں چھ سے نو تک کی پالیوں میں بانٹ لیں۔پھر ہر پالی میں جوڑے بنالیں۔اب ہر مرتبہ میں آنے والے حروف کا جمل صغیر کریں۔جمل صغیر کے لئے ابجد قمری ایقغ یا ابجد شمسی ارغی استعمال ہوگی۔اس ابجد کی نشاندہی آپ کی منتخبہ ابجد کرے گی۔اگر آپ نے زمام مثنیٰ میں ابجد قمری استعمال کی ہے تو جمل بذریعہ ابجد ایقغ اور اگر ابجد شمسی استعمال کی ہے تو ابجد ارغی استعمال ہوگی۔جہاں عام جفار ایک دو ابجدوں سے کام چلاتے ہیں وہاں منصور حلاج کی وسعت نظر کی داد دیجئے کہ وہ اٹھائیس کی اٹھائیس ابجدیں استعمال کرتا ہے۔

(جاری ہے)

قارئین ومقالہ نگار حضرات سے گزارش

بعض احباب ہمیں، اخلاقیات ، فضائل ومناقب اور اعراس بزرگان دین کی مناسبت سے مضامین ، اشتہارات اور بعض مقامات وشخصیات سے جذباتی وابستگی کی مظہر تحریریں اشاعت کے لئے ارسال فرماتے ہیں ۔جبکہ اس مجلّہ کا موضوع فقہ المعاملات ہے۔لہذا براہ کرم ہمیں فقہ المعاملات سے متعلق مواد ہی اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔

۲۔مجلّہ فقہ اسلامی عوامی پرچہ نہیں بلکہ فقہ المعاملات سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ واہل علم کا ایک علمی وتحقیقی مجلّہ ہے اس کے اس معیار کو مزید بہتر بنانے کے لئے معیاری مقالات کی ترسیل کی صورت میں آپ کی معاونت ہمارے لئے باعث افتخار ہوگی۔(مجلس ادارت)

هر چه بکند دمکش می زنند......☆......وای به روزی که بکند دمک